سوال

ت کی سر(13)ہی

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ریث صحیح ہے۔جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

فلح قَوۡمٌ وَلَّوۡا أَمۡرَهُمُ امۡرَأَةً''

وم کبھی فلاح نہیں پاسکتی،جس نے ایک عورت کو اپنا سربراہ مقرر کرلیا''

ورتوں کی برابری کے قائل ہیں اس حدیث کو نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایک دوسری حدیث سے ٹکراتی ہے۔جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے فرمایا :

ذوا نصف دینکم عن ھذہ الحمیراء یعنی عائشۃ''

ین کی نصف باتیں حمیراء یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حاصل کرو''

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

لت ایک بڑی مصیبت ہے۔ اگر خواہش نفس اس پر مستزاد ہو تو کریلا نیم چڑھا کے مصداق مکمل تباہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَنۡ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَىٰهُ بِغَيۡرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ...٥٠... سورة القصص

شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو خدائی ہدایت کے بغیر بس اپنی خواہشوں کی پیروی کرے''

ایسے لوگ جن میں جہالت اور نفسانی خواہشوں کی پیروی دونوں یکجا ہوں کچھ بعید نہیں کہ وہ صحیح حدیث کو ضعیف قرار دیں اور ضعیف کو صحیح۔

جس میں عورت کی سربراہی کو فلاح کے منافی قرار دیا گیا ہے بالکل صحیح ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ مقرر کرلیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی،جس نے

ریث جس میں نصف دین کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حاصل کرنے کی ہدایت ہے تو اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہ اس کی سند معروف ہے اور نہ کسی معتبر حدیث کی کتاب میں اس کی روایت موجود ہے۔ البتہ ابن اثیر نے اپنی کتاب "النہایۃ" میں اس کا تذکرہ کیا ہے

یہی تو رہا اس کی سند پر کلام۔ اگر اس کے متن اور موضوع پر غور کریں تو عقل اس کو قبول کرنے سے قاصر ہے۔ کیوں کہ :

1۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی ہدایت کیسے کرسکتے ہیں کہ ہم نصف دین صرف ایک صحابیہ سے اخذ کریں اور باقی نصف دین بقیہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے۔ جن کی تعداد سینکڑوں اور ہزاروں میں ہے اور ان میں سے کتنے ہیں جو علم کے لحاظ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ ع

2۔ حدیث میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے "حمیرا" (ننھی سرخ لڑکی) کا لفظ استعمال ہوا ہے،جس میں بیوی کے لیے محبت اور ناز نخرے کا عنصر موجود ہے۔ عقل اس بات سے انکار کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے موقع پر اس لفظ کا استعمال کیا ہو جہاں وہ لوگوں کو دین کی اہم بات ب

عقل کی کسوٹی پر بھی اگر اس حدیث کو پرکھا جائے تو عقل اسکے منافی ہے۔ اگر نصف دین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعلیم پر موقوف ہے تو پھر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جی

یں چاہیے کہ شخصیات کے فضائل کے سلسلے میں جو احادیث ہم تک پہنچیں انہیں قبول کرنے میں نہایت احتیاط سے کام لیں کیوں کہ یہی وہ موضوع ہے۔جس میں حدیث گھڑنے والوں نے سب سے پہلے حدیث گھڑی۔ کسی شخصیت کی محبت وعقیدت میں غلو کرجانے والوں نے فضیلت ثابت کرنے کے لیے

ت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے وہ کچھ بہت کافی ہے جو سورہ نور میں اور صحیح احادیث میں موجود ہے۔ اس کی چنداں ضرورت نہیں کہ ان کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے گھڑی ہوئی حدیثوں کا سہارا لیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

احادیث، جلد:1، صفحہ:53

محدث فتویٰ